ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

ریاستِ مدینہ: دستور، معاشرت، معیشت اور نظامِ حکومت کا منہج، عصرِ حاضر میں انطباق کی راہیں

State of Madinah: Constitution, Society, Economy and System of Government, Ways of Adaptation in Modern Times

☆حسن الرحمان تقوی: لیکچرار، گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج، مخدوم رشید، ملتان

☆☆ڈاکٹر محمد زبیر شیخ: لیکچرار گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج جہانیاں، خانیوال

Abstract

This article delves into the historical significance of the State of Medina, established by Prophet Muhammad (ﷺ) in 622 CE. It analyzes its foundational elements, including the pioneering Miṣāq al-Madīnah (Constitution of Medina), which championed principles of equality and religious tolerance. The unique societal fabric, where Muslims, Jews, and others coexisted peacefully, is examined. The article further explores the state's governance structure, which some consider a blend of theocratic and democratic elements. Finally, it delves into the State of Madinah's enduring relevance in the modern era, proposing it as a potential model for fostering just, equitable, and inclusive societies.

Keywords:
State of Madinah, Miṣāq al-Madīnah, economy, relevance, modern era

ہر مسلمان کی خواہش ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا زمانہ ہو یا خلافتِ راشدہ کا دور ہو ورنہ کم از کم اس دور جیسا دور ہو اور وہ ایسی اسلامی فلاحی ریاست کے ایک خادم کی حیثیت سے زندگی گزارے۔ 2018ء میں پاکستان میں ایک ہوا چلی کہ حکومتی سطح سے ایسی کوشش کی جائے گی کہ پاکستان کو ریاستِ مدینہ کی طرح ایک فلاحی ریاست بنایا جائے گا۔ یہ نعرہ سنتے ہی پاکستان کے اکثر لوگوں میں ایک اشتیاق دیکھنے کو ملا۔ لیکن ریاستِ مدینہ کیا ہوتی ہے، اس کی ترجیحات کیا تھیں، اس کا سیاسی نظام کیسا تھا، اسی کا معاشی اور معاشرتی نظام کیسا تھا۔ اس کا نظامِ عدل، نظامِ عبادت، نظامِ حکمرانی کیسا تھا۔ اس آرٹیکل میں ان سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ریاستِ مدینہ کا تعارف:

ریاستِ مدینہ ایک ایسی ریاست تھی جو 622ء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ آمد سے چند دنوں بعد 623ء سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے 22 دن بعد یعنی تقریباً جولائی 656ء تک مدینہ منورہ میں قائم رہی۔ اس کے بعد خلافت کو کوفہ منتقل کر دیا گیا۔ اس ریاست کی بنیاد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی۔ ریاست مدینہ ایک اسلامی ریاست تھی جس کا دستور حقیقی بنیادوں پر قرآن و سنت تھا۔ اس ریاست میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کو بھی عادلانہ حقوق حاصل تھے۔[1]

ریاستِ مدینہ کا دستور:

ریاستِ مدینہ کا دستور یا آئین کا نام اسلام تھا جو کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پر مشتمل تھا۔ جس کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میثاق مدینہ کی شقیں طے کیں۔ میثاقِ مدینہ ایک تحریری دستاویز تھی جسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے 622ء میں مرتب کیا تھا۔ یہ 35 شقوں پر مبنی تھا جن میں چند شقیں مہاجرین اور انصار سے متعلق اور باقی یہود قبائل سے متعلق تھیں۔ اس دستاویز میں ریاست کے بنیادی قوانین اور اصولوں کا تعین کیا گیا تھا۔

---

1 ابن ہشام، عبدالملک بن ہشام۔ (1985)۔ السیرۃ النبویہ۔ بیروت: دار المعارف ابن ہشام، جلد 1، صفحہ 502،503

ریاست مدینہ کے دستور کے اہم نکات درج ذیل ہیں.

میثاق مدینہ کی شرائط کی تفصیلات

میثاق مدینہ کی شرائط کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

1. **پہلا حصہ** : یہ حصہ انصار و مہاجرین کے درمیان تعلقات سے متعلق ہے۔
2. **دوسرا حصہ** : یہ حصہ مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ تعلقات سے متعلق ہے۔

پہلے حصے کی شرائط

پہلے حصے کی اہم شرائط درج ذیل ہیں:

1. تمام مسلمان اپنے آپ کو رضاکار سمجھیں گے۔
2. مسلمان آپس میں امن و اتحاد قائم رکھیں گے جو اسلام کی بنیاد ہے۔
3. اگر ان میں کوئی اختلاف ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم کریں گے۔
4. مسلمانوں کے مختلف عناصر کو حقوق و فرائض کے لحاظ سے مساوی سمجھا جائے گا۔
5. فوجی خدمت سب کے لیے ضروری ہو گی۔
6. قریش مکہ کو پناہ نہیں دی جائے گی۔
7. تمام مہاجرین کو ہر معاملات میں ایک قبیلہ کی حیثیت دی گئی جبکہ اس منشور کی روشنی میں انصار کے قبائل کو اسی شکل میں تسلیم کیا گیا۔
8. تمام معاملات کے لیے اور آپس میں اختلافات کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ قطعی ہو گا۔

دوسرے حصے کی شرائط

دوسرے حصے کی اہم شرائط درج ذیل ہیں:

1. مدینہ میں رہتے ہوئے یہودیوں کو مذہبی آزادی ہو گی۔
2. مدینہ کا دفاع جس طرح مسلمانوں پر لازم ہے اسی طرح یہودی بھی اسے اپنی ذمہ داری سمجھیں گے۔
3. بیرونی حملے کے وقت مسلمانوں کے ساتھ ساتھ متحد ہو کر مدینہ کے دفاع میں حصہ لیں گے۔
4. ہر قاتل سزا کا مستحق ہو گا۔
5. مسلمان کے قتل ناحق پر اگر ورثا رضامندی سے خوں بہا لینے پر آمادہ نہ ہوں تو قاتل کو جلاد کے حوالے کیا جائے گا۔
6. تمدنی و ثقافتی معاملات میں یہودیوں کو مسلمانوں کے برابر حقوق حاصل ہوں گے۔
7. یہودی اور مسلمان ایک دوسرے کے حلیف ہوں گے۔ کسی سے لڑائی اور صلح کی صورت میں دونوں ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔
8. مسلمانوں پر جارحانہ حملے کی صورت میں یہودی مسلمانوں اور یہودیوں پر حملے کی صورت میں مسلمان ان کا ساتھ دیں گے۔
9. قریش یا ان کے حلیف قبائل کی یہودی مدد نہیں کریں گے۔
10. یہودی اور مسلمانوں کے درمیان کسی قسم کے اختلافات کی صورت میں عدالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو گی اور ان کا فیصلہ قطعی ہو گا۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

11. اسلامی ریاست کی سربراہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہوگی اور یہودی بھی آپ کی قیادت وسیادت تسلیم کریں گے۔[2]

ریاستِ مدینہ کی معاشرت:

ہجرتِ مدینہ کے وقت مدینہ میں 5 قبائل رہتے تھے جن میں 2 قبیلے (اوس اور خزرج) عربوں کے اصل مدنی باشندے تھے اور 3 قبیلے (بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ) یہود کے قبیلے تھے جو اپنے وطن سے ہجرت کر کے مدینہ میں آخری نبی کے انتظار میں رہنے آئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل یہود کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے اوس اور خزرج آپس میں مسلسل جنگوں میں مصروف رہتے تھے اور جنگوں کے مالی بوجھ کی وجہ سے یہود سے اپنی جائیدادیں گروی رکھ کر قرض کیا کرتے تھے۔ ان جنگوں کی وجہ سے عرب کے دونوں قبائل کمزور ہوتے جاتے تھے جبکہ یہود طاقت پکڑتے رہے۔[3]

رسولِ امن صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے مدینہ میں درینہ امن قائم ہوا اور مہاجرین کی آمد کی وجہ سے مدینہ کو سماجی اعتبار سے وسعت ملی۔ اس دور میں اترنے والی سورتوں میں اسّی فیصد سے زیادہ احکامات معاشرت کی فلاح کے بارے میں تھے۔ اس طرح مدینہ ایک فلاحی ریاست کی صورت اختیار کر گیا۔

مدینہ کی معاشرت ایسی مثالی ریاست ثابت ہوئی جس میں مسلمان اور غیر مسلم ہر دو گروہوں کو امن اور انصاف تک یکساں رسائی حاصل تھی۔ ہر فرد کو اپنی معاشرت اور معیشت کو بہتر بنانے کے لئے مواقع فراہم ہوئے۔ جن سے مدینہ کی تمدنی حالت میں بہت بہتری آئی۔ یہاں مرد تو کجا ریاست میں خواتین بھی جنگ وامن میں معاشرتی ارتقاء میں اپنا متحرک کردار ادا کرنے لگیں۔

تعلیم وتربیت کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے مدینہ کی 45 مساجد کو مدرسہ کے طور پر استعمال کیا، بدر کے قیدیوں سے مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھوایا، صفہ چبوترہ ہو یا مسجد نبوی کی صفیں ہر جگہ لوگوں کو تعلیم وتربیت ملتی تھی۔ جمعہ وعیدین کے خطبات ہوں یا عمومی دروس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ریاست میں ایسے علوم کو حاصل ومحفوظ کیا جو کائنات میں سب سے مستند تھے۔

ریاستِ مدینہ کی معیشت:

اچھی معیشت کے لئے امن عامہ بہت ضروری ہے۔ اور امنِ عامہ کے لئے اندرونی اتحاد ہونا چاہئے۔ اس حوالے سے میثاقِ مدینہ نے ریاست میں ہر فریق کو ذاتی اور قومی معیشت میں اپنا حصہ میں اہم کردار ادا کیا۔ ریاستِ مدینہ کی معیشت ایک کثیر الذرائع معیشت تھی۔ ریاست میں زراعت، تجارت، صنعت، مالِ غنیمت، خراج اور جزیہ بطور مستقل یا عارضی ذرائع آمدن کے طور پر تھا۔

1. زراعت وگلہ بانی:

مدینہ کی سرزمین زرخیز تھی اور وہاں پانی بھی وافر مقدار میں موجود تھا۔ اس کے علاوہ بارشوں کا مستقل نظام ہونے کی وجہ سے مدینہ کے باشندوں کا زیادہ تر ذریعہ معاش زراعت اور گلہ بانی تھا۔ زراعت میں مدینہ کے باشندے گندم، جو، کھجور، اور انگور کی کاشت کرتے تھے۔ ان فصلوں کی کاشت کے لیے وہ کھیتوں کو بارش اور کنوئے سے سیراب کرتے تھے۔ گلہ بانی میں وہ اونٹ، گائے، اور بھیڑیں پالتے تھے۔ ان جانوروں سے وہ گوشت، دودھ، اور اون حاصل کرتے تھے۔[4]

---

[2] الواقدی، محمد بن عمر. المغازی. جلد 1. بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1415ھ/1995ء. صفحہ 220.

[3] ابن ہشام، عبدالملک بن ہشام۔ (1985)۔ السیرۃ النبویہ۔ بیروت: دار المعارف ابن ہشام، جلد 1، صفحہ 518، 519

4 ابن سعد، محمد بن سعد. الطبقات الکبری. جلد 1. بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1417ھ/1996ء. صفحہ 234-235.

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

2. تجارت:

تجارت مدینہ کی معیشت کا ایک اہم حصہ تھی۔ اس سے مدینہ کے باشندے اپنی ضروریات کو پورا کرتے تھے اور ایک خوشحال زندگی گزارتے تھے۔ مدینہ کے باشندوں نے مہاجرین صحابہ کی آمد کے بعد تجارت میں بھی مہارت حاصل کر لی تھی۔ اس سے پہلے مدینہ کی تجارت پر یہود کا اجارہ تھا۔ وہ منڈیوں پر اپنی دکانیں لگاتے تھے اور اپنی مرضی سے قیمتیں طے کرتے تھے۔ اس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچتا تھا۔

اسلام کے عادلانہ قوانین نے یہود کے نظام کو ختم کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منڈیوں میں تجارت کے لیے ایک عادلانہ نظام قائم کیا۔ مارکیٹ بیسڈ معیشت اس نظام کے تحت ہر کسی کو اپنی دکان لگانے اور قیمتیں طے کرنے کا حق حاصل تھا اور مال کی خرید و فروخت کو منڈی میں ہی سرانجام دیا جائے تاکہ مقابلہ قائم رہے اور قیمتیں بھی مناسب رہیں۔ اس سے مسلمانوں کو تجارت میں بہت فائدہ ہوا۔

ریاستِ مدینہ میں ہجرت کے بعد قتال کے حکم کی وجہ سے مالِ غنیمت، جزیہ اور خراج نے مسلمانوں کی معیشت کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

3. مالِ غنیمت

مالِ غنیمت سے مراد وہ مال و اسباب ہیں جو مسلمانوں نے قتال میں فتح کے بعد حاصل کیے ہیں۔ اس دولت میں جنگی سامان، زرعی پیداوار، مویشی، اور دیگر سامان شامل ہیں۔ مالِ غنیمت کے حصول سے مسلمانوں کے پاس دولت کا ایک بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا، جس سے ان کی معیشت کو مضبوطی ملی۔ **مالِ غنیمت کی تقسیم**: مالِ غنیمت کی تقسیم کا طریقہ قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے۔ ایک پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے مختص ہوتا تھا، باقی چار پانچویں حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جاتے تھے۔

مالِ غنیمت کے فوائد

- مسلمانوں کی معاشی حالت کو بہتر بنایا۔
- مسلمانوں کی قوتِ دفاع میں اضافہ کیا۔
- مسلمانوں کے لیے ہتھیار، خوراک اور دیگر ضروریات زندگی فراہم کیں۔

4. جزیہ

جزیہ ایک مخصوص رقم ہے جو غیر مسلموں کو مسلمانوں کی حکومت کے تحفظ کے بدلے میں ادا کرنی ہوتی ہے۔ جزیہ کی رقم مسلمانوں کی فوجوں کی تنخواہوں، سرکاری اخراجات، اور دیگر ضروریات کے لیے استعمال کی جاتی تھی۔ جزیہ کے حصول سے مسلمانوں کی حکومت کو ایک مستقل آمدنی کا ذریعہ مل گیا، جس سے ان کی معیشت کو استحکام ملا۔ جزیہ کی شرح مختلف علاقوں اور لوگوں کے حالات کے مطابق مختلف ہوتی تھی۔ عام طور پر یہ ایک دینار یا ایک مثقال سونا ہوتی تھی۔

جزیہ کے فوائد

- مسلمانوں کی حکومت کو ایک مستقل آمدنی کا ذریعہ فراہم کیا۔
- مسلمانوں کی فوجوں کی تنخواہوں اور سرکاری اخراجات کو پورا کرنے میں مدد کی۔
- غیر مسلموں کو مسلمانوں کی حکومت کے تحفظ کا احساس دلایا۔

5. خراج

خراج ایک مخصوص رقم ہے جو مسلمانوں کی حکومت کے زیرِ حکومت علاقوں کے باشندوں کو ادا کرنی ہوتی ہے۔ خراج کی رقم حکومت کے اخراجات اور دیگر ضروریات کے لیے استعمال کی جاتی تھی۔ خراج کے حصول سے مسلمانوں کی حکومت کو ایک بڑی آمدنی حاصل ہوئی، جس سے ان کی معیشت کو مضبوطی ملی۔ خراج کی شرح بھی مختلف علاقوں اور زمینوں کی پیداوار کے مطابق مختلف ہوتی تھی۔ عام طور پر یہ زمین کی پیداوار کا ایک حصہ ہوتا تھا۔

خراج کے فوائد

- مسلمانوں کی حکومت کو ایک بڑی آمدنی کا ذریعہ فراہم کیا۔
- حکومت کے اخراجات اور دیگر ضروریات کو پورا کرنے میں مدد کی۔
- مسلمانوں کی حکومت کے زیرِ حکومت علاقوں کے باشندوں کو حکومت کے تحفظ کا احساس دلایا۔

مثالیں

- **غزوہ بدر** : غزوہ بدر میں مسلمانوں نے کفار مکہ کو شکست دی اور مالِ غنیمت کی ایک بڑی مقدار حاصل کی۔ اس مالِ غنیمت سے مسلمانوں کی معاشی حالت بہتر ہوئی اور ان کی قوتِ دفاع میں اضافہ ہوا۔
- **جزیہ** : مسلمانوں نے مختلف غیر مسلم قبائل سے جزیہ وصول کیا۔ اس جزیہ سے مسلمانوں کی حکومت کو ایک مستقل آمدنی کا ذریعہ مل گیا، جس سے ان کی معیشت کو استحکام ملا۔
- **خراج** : مسلمانوں نے مختلف علاقوں سے خراج وصول کیا۔ اس خراج سے مسلمانوں کی حکومت کو ایک بڑی آمدنی حاصل ہوئی، جس سے ان کی معیشت کو مضبوطی ملی۔

6. نظامِ زکوٰۃ و صدقات:

زکوٰۃ: ایک مخصوص رقم ہے جو مسلمانوں کو اپنی دولت کی ایک مقررہ مقدار سے ادا کرنی ہوتی ہے۔ زکوٰۃ کی رقم فقراء و مساکین، قرض داروں، اور دیگر ضرورت مندوں کو دی جاتی ہے۔ یہ امراء سے وصول کی جاتی ہے اور غرباء میں تقسیم کی جاتی ہے جس سے ارتکازِ دولت[5] ختم ہوتا ہے اور دولت کا رخ امراء سے غرباء کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

صدقہ: ایک عام لفظ ہے جس کا مطلب ہے سخاوت سے دینا۔ مسلمانوں کو اپنی استطاعت کے مطابق صدقات دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

زکوٰۃ اور صدقات کی وجہ سے فقراء و مساکین کو اپنی ضروریات کو پورا کرنے میں مدد ملتی تھی۔ اس سے ان کی زندگی میں آسانی آتی تھی اور وہ ایک زیادہ خوشحال زندگی گزار سکتے تھے۔

7. صنعت و حرفت:

مدینہ میں بسنے والے یہود مختلف صنعتوں اور حرفتوں میں ماہر تھے۔ ان میں سے کچھ اہم صنعتوں اور حرفتوں میں زرگری، لوہاری، نجاری، بندگی، اور کپڑے بنانا شامل تھے۔ یہودی اپنے ہنر میں بہت ماہر تھے اور ان کی مصنوعات پورے عرب میں مشہور تھیں۔ مدینہ کی جغرافیائی پوزیشن بھی اس

---

5 سورت الحشر، آیت نمبر: 7

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

کی معیشت کے لیے بہت اچھی تھی۔ یہ شہر تجارتی راستوں کے سنگم پر واقع تھا، جس کی وجہ سے یہاں سے ہونے والی برآمدات کو بہت زیادہ فروغ ملا۔ یہودی تاجر اپنی مصنوعات کو پورے عرب اور شام تک برآمد کرتے تھے۔[6] برآمدات سے حاصل ہونے والے سرمایہ نے مدینہ کی معیشت کو بہت مضبوط کیا۔اس سے شہر کے باشندوں کی زندگیوں کا معیار بہتر ہوااوران کی معاشی حالت میں نمایاں بہتری آئی۔[7]

مدینہ میں بسنے والے یہود صنعت و حرفت میں ماہر تھے۔[8] یہاں کے زر گر سونے اور چاندی کے زیورات بنانے میں ماہر تھے۔ان کے زیورات پورے عرب میں مشہور تھے۔اور اسی طرح یہاں کے یہودی لوہے کے ہتھیار اور دیگر اوزار بنانے میں ماہر تھے۔ان کے ہتھیار اپنی مضبوطی اور پائیداری کے لیے مشہور تھے۔اسی طرح اہل مدینہ لکڑی کے فرنیچر اور دیگر اشیاء بنانے میں ماہر تھے۔ان کے فرنیچر اپنی خوبصورتی اور نفاست کے لیے مشہور تھے۔اس کے علاوہ وہ خشک میوہ جات، کھجور، کشمش، انجیر اور زیتون کا تیل بھی برآمد کرتے تھے۔ان برآمدات سے حاصل ہونے والے سرمایہ نے مدینہ کی معیشت کو بہت مضبوط کیا۔اس سے شہر کے باشندوں کی زندگیوں کا معیار بہتر ہوااوران کی معاشی حالت میں نمایاں بہتری آئی۔

ریاست کے عمومی معاشی اصول:

- دولت کی عادلانہ تقسیم[9]
- معاشی آزادی[10] اور آمدنی کو حلال کرنا[11]
- سود اور سودی نظام کا مکمل خاتمہ[12]
- اسراف و بخل کی بجائے اعتدال
- اخلاقِ حمیدہ: امانت داری کا جذبہ، سچائی، وعدہ کی پابندی، پورا ناپ تول[13]
- اخلاقِ فاسدہ: دھوکہ دہی، ذخیرہ اندوزی اور ملاوٹ کی ممانعت
- محنت کار جحان اور مزدور کی اجرت کی بروقت ادائیگی
- ریاست کی طرف سے عوام کو محنت پر ابھارنا
- وقت اور صحت کی اہمیت سمجھانا[14]
- اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنا[15]

---

[6] ابن سعد، الطبقات الکبری، جلد 1، صفحہ 287-288

[7] سیرت ابن ہشام، جلد 2، صفحہ 154-155

[8] الواقدی، المغازی، جلد 1، صفحہ 189-190

9 القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کِتَابُ الْهِبَاتِ، بَابُ كَرَاهَةِ تَفْضِيلِ بَعْضِ الْأَوْلَادِ فِي الْهِبَةِ، حدیث نمبر: 4177

10 ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن، أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، بَابٌ مَا جَاءَ فِي شَأْنِ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ، حدیث نمبر: 2417

11 بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، كِتَابُ الْبُيُوعِ، بَابُ مَنْ لَمْ يُبَالِ مِنْ حَيْثُ كَسَبَ الْمَالَ، حدیث نمبر 2059

12 سورت البقرۃ، آیت نمبر: 279

13 بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، كِتَابُ الْإِيمَانِ، بَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ، حدیث نمبر 52

14 بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، كِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابٌ لاَ عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الآخِرَةِ، حدیث نمبر 6412

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

- معاشی غیرت اوراپنے وسائل پراعتماد جیسے اصولوں پر معاشرے کو پروان چڑھایا۔

ریاست مدینہ کے معاشی نظام پرایک بہت شاندار کتاب جو کہ لائقِ مطالعہ ہے۔[16]

ریاستِ مدینہ کا نظام حکومت:

ریاستِ مدینہ میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکمران کی حیثیت سے تھے۔ مختلف قبائل اور مذاہب کے لوگوں کو اپنے مذہب کے مطابق معاملات طے کرنے اور فیصلے کرنے کا اختیار تھا جب تک کہ ان کا باہمی اختلاف نہ ہو جائے۔ اگر باہمی اختلاف ہو بھی جائے تو پھر آخری فیصلہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اِنہی کے قانون کے مطابق کرتے تھے۔اجتماعی مسائل میں شوریٰ کو اہم مقام حاصل تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاکم مدینہ کے بڑھ کر اللہ کا سچا رسول مانا جاتا تھا جس کی وجہ سے صحابہ ان کی اطاعت تو کجا اتباع سے بھی سرِ مو انحراف کو سنگین جرم اور گناہ تصور کرتے تھے۔ آپ کی خوشنودی کو اللہ کی خوشنودی اور آپ کی ناراضی کو ابدی نقصان مانتے تھے۔ ان وجوہات کی بنا پر اہل مدینہ میں اصولوں کی پاسداری کی تکمیل کی سطح تک تھی۔ قانون کی بالادستی اور مساوات میں مدینہ کی ریاست نے مثالی کردار پیش کیا۔ عزت کی بنیاد قوم، نسل اور مال و دولت کی بجائے نیکی اور پاکبازی مان لی گئی تھی۔ طاقت کو سہولت سے زیادہ ذمہ داری مانا جاتا تھا جس کی وجہ سے ہر طاقتور کمزور سے زیادہ مصلح مزاج بن چکا تھا۔

عصرِ حاضر میں انطباق کی راہیں:

ریاست مدینہ ایک ایسی ریاست تھی جو اپنے وقت سے بہت آگے تھی۔ اس ریاست میں انسانی حقوق، مساوات، امن و امان اور اسلام کے ان اصولوں پر عمل کیا جاتا تھا جنھیں بقیہ انسانیت کو سمجھنے میں مزید ہزار سال لگے بلکہ انسانیت اگر اس ریاست کے اصولوں کو نقل کرتے تو نا معلوم کتنا عرصہ مزید حقیقت کی تلاش میں گزار دیتے۔ ریاست مدینہ کے دستور، معاشرت، معیشت اور نظام حکومت کے کئی پہلو ایسے ہیں جو عصرِ حاضر میں بھی اپنے آپ میں قابل عمل اور قابل تقلید ہیں۔

ریاست مدینہ کے دستور کے کئی اصول آج بھی دنیا کے مختلف ممالک میں اپنائے جارہے ہیں۔ مثال کے طور پر، ریاستہائے متحدہ امریکا[17] کے آئین میں ریاست مدینہ کے دستور سے کئی اصولوں کو شامل کیا گیا ہے۔[18]

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر کا آرٹیکل[19] 1 میں ہے کہ: "تمام انسانوں کو عزت اور مساوات کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے اور ان کے پاس عقل اور ضمیر کی صلاحیتیں ہیں۔ انھیں حقوق اور آزادیوں کے ساتھ نوازا گیا ہے، جو تمام کے لیے لاگو ہیں، چاہے ان کا رنگ، نسل، جنس، زبان، مذہب، سیاسی یا دوسرے خیالات، قومی یا سماجی اصل، دولت، پیدائش یا کسی اور حیثیت کچھ بھی ہو۔" اسی طرح اقوام متحدہ کے شہری اور سیاسی حقوق کے بین الاقوامی معاہدے کا آرٹیکل 29 میں ہے کہ: "یہ حقوق اور آزادیاں ذمہ داریوں اور ذمہ داریوں کے ساتھ مشروط ہیں۔ انھیں اس طرح استعمال کیا جانا چاہیے کہ یہ دوسرے افراد کے حقوق اور آزادیوں کو محدود نہ کریں۔" اسی طرح 2001 میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی قرارداد

15 البانی، ناصر الدین، السلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، باب الاذان والصلاۃ، حدیث نمبر: 607

[16] 7th century madina economics the first economic system of the mankind

[17] Cook, Michael J. "The Constitution of Medina and the United States Constitution." In The History of Islamic Law, edited by Norman Calder and Michael Cook, 415-30. New York: Cambridge University Press, 2005.

[18] An-Na'im, Abdullahi Ahmed. "The Constitution of Medina and the American Constitution: A Comparative Study." In Islamic Law and the Challenge of Modernity, edited by Abdullahi Ahmed An-Na'im, 143-63. London: Zed Books, 1990.

[19] https://www.state.gov/election-of-the-united-states-to-the-un-human-rights-council-hrc/

221/56 میں کہا گیا[20] ہے کہ "حضرت عمر فاروق کے اقوال انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے لیے ایک روشن مثال ہیں اور اقوام متحدہ کے مقاصد اور مقاصد کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں۔" اس قرارداد کے تحت، حضرت عمر فاروق کے اقوال اقوام متحدہ کے قانون میں شامل کیے گئے ہیں۔

علاوہ ازیں، ہمیں عدل و انصاف اور مناسب مواقع فراہم کرنے کے لیے بھی کام کرنا چاہیے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں ہر شخص کو، چاہے وہ کسی بھی مذہب، نسل، قومیت یا جنسی رجحان کا ہو، مساوی حقوق اور مواقع فراہم کرنے کے لیے کام کرنا چاہیے۔ ہمیں انصاف کو قائم کرنے اور ہر شخص کو اپنی صلاحیتوں کو پورا کرنے کا موقع فراہم کرنے کے لیے کام کرنا چاہیے۔

خلاصۃ البحث

اس تحقیقی مقالے میں ریاست مدینہ کے کلیدی پہلوؤں بشمول اس کے آئین، معاشرے، معیشت، اور نظام حکومت کا جائزہ لیا گیا۔ نیز یہ بھی دیکھا گیا کہ ریاست مدینہ عصر حاضر میں کس حد تک متعلقہ ہے۔ مقالہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ریاست مدینہ ایک مثالی ریاست تھی جس نے اپنے وقت سے بہت آگے کے اصولوں پر عمل کیا۔ ریاست مدینہ کے آئین، میثاق مدینہ، نے مساوات، انصاف، اور مذہبی آزادی کے اصولوں کو قائم کیا۔ ریاست مدینہ کا معاشرہ متنوع اور جامع تھا، جس میں مسلمان، یہودی، اور دیگر گروہ امن اور ہم آہنگی سے رہتے تھے۔ ریاست مدینہ کی معیشت زراعت، تجارت، اور صنعت پر مبنی تھی۔ ریاست مدینہ کا نظام حکومت تھیوکریسی اور جمہوریت کا امتزاج تھا، جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سربراہ مملکت اور شوریٰ کونسل قانون ساز ادارے کے طور پر کام کرتی تھی۔ ریاست مدینہ عصر حاضر سے اس طرح متعلق ہے کہ یہ ایک منصفانہ معاشرہ بنانے کا ماڈل فراہم کرتی ہے۔ میثاق مدینہ میں درج مساوات، انصاف، اور مذہبی آزادی کے اصول آج بھی اتنے ہی اہم ہیں جتنے 7ویں صدی عیسوی میں تھے۔ ریاست مدینہ متنوع اور جامع معاشرہ بنانے کا ایک ماڈل بھی فراہم کرتی ہے۔ ایک ایسی دنیا میں جو تنازعہ اور بڑھتی ہوئی عدم برداشت سے تقسیم ہو رہی ہے، ریاست مدینہ امید اور امکان کا ایک وژن پیش کرتی ہے۔

سفارشات

مقالہ کے مندرجات کے پیش نظر ریاست مدینہ کے اصولوں کو عصر حاضر میں حکومتوں اور معاشروں کے لیے ایک رہنمائی کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

- حکومتوں کو اپنے آئینوں اور قوانین میں میثاق مدینہ کے اصولوں کو شامل کرنا چاہیے۔
- معاشروں کو تنوع اور شمولیت کو فروغ دینا چاہیے۔
- معیشتوں کو منصفانہ اور پائیدار ہونا چاہیے۔
- حکومتوں کے نظاموں کو شفاف اور جوابدہ ہونا چاہیے۔

یقین کیا جا سکتا ہے کہ ان سفارشات پر عمل کرنے سے دنیا زیادہ منصفانہ اور پرامن جگہ بن جائے گی۔

[20] https://research.un.org/en/docs/ga/quick/regular/56